مرتبہ

نوید ظفر کیانی

بسم الله الرحمن الرحيم

فیس بک عالمی ادبی گروپ موجِ غزل کے "پابند ردیف رنگ" مشاعرے کے تحت
منعقدہ مشاعرہ نمبر ۳۰۸ بتاریخ ۱۲ ر مارچ ۲۰۲۲ء پر مشتمل برقی کتاب

آہٹ

موجِ غزل کتابی سلسلہ نمبر ۳۰۸

گروپ منتظمین:
ہاشم علی خان ہمدم
نوید ظفر کیانی
روبینہ شاہین بینا
نادیہ سحر

مرتبہ:
نوید ظفر کیانی

mudeer.ai.new@gmail.com
https://archive.org/details/@nzkiani
https://www.facebook.com/groups/1736109056634616/

فہرست

پیشرس

آہٹ

ٹکرا سفر کی دُھول سے، دیوار سے پلٹ
اے روشنی! نگاہ کی رفتار سے پلٹ
پہلے تو دائرے کے مماثل خطوط کھینچ
پھر نقش کھینچتی ہوئی پرکار سے پلٹ

حرفِ آگہی وجدان کی زمین سے نمودار ہو کر صریرِ قلب کی صورت سنائی دیتا ہے۔ یہ وجدانی آہٹ فکر و خیال کی وہ روشنی تخلیق کرتی ہے جو پیشِ منظر سفر کی دھول سے ٹکراتی اور منعکس عرفان سے آشنا کرتی ہے۔ آہٹ کا سفر دھڑکنوں کو مہمیز کرتا ہے اور دل کی روشنی کو رنگ آمیز کرتا ہے۔ یہ رنگ نقش کھینچتی پرکار سے خوب صورت ادراک تصویر کرتے ہیں۔ خیال و خواب کو تصویر کرتی رنگ آویز آہٹ احساس کے شیشے پر عمیق الہام ہے جو ہر صاحبِ دل کی چشمِ تماشا دیکھنے کی متمنی ہے۔

موجِ غزل ایک تخلیقی ادبی فورم ہے جہاں تمام تخلیقات نہایت خوش اسلوبی سے منصۂ شہود پہ آتی ہیں، جنھیں نوید ظفر کیانی اور روبینہ شاہین بیناؔ صاحبہ نہایت عرق ریز محنت سے برقی کتاب کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ موج غزل عالمی مشاعرہ نمبر ۳۰۸ پابند حرفی ردیف رنگ برقی مجلہ کی صورت میں پیشِ خدمت ہے۔ تمام اہلِ موج غزل کو ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں اور سب کا شکر گزار ہوں۔ اللہ موج غزل کا ادبی سفر مبارک فرمائے۔ آمین۔

ہاشم علی خان ہمدمؔ
منتظم موجِ غزل ادبی فورم

انعام الحق معصوم صابری

مسلم ہے تو حوا کی تو بیٹی کو ردا بانٹ
دنیا سے بچا لے انہیں تھوڑی سی حیا بانٹ

گھپ گھور اندھیرا جو وطن میں مرے چھایا
اے دیس کے رکھوالے لہو سے تو ضیاء بانٹ

تو خواب مدینے کی ریاست کے دکھا، پر
"فٹ پاتھ پہ سوئے ہوئے بھوکوں میں غذا بانٹ"

"سب ہاتھ ترے جسم سے جھڑ جانے سے پہلے"
تو ہاتھ اٹھا کر یوں غریبوں میں دعا بانٹ

معصوم کو ہے ناز صنم تیری ادا پر
دلبر مرے اپنی ذرا ہم میں بھی ادا بانٹ

دلشاد نسیم

محسوس ہو رہی ہے اک اجنبی کی آہٹ
تم ہو کہ سن رہی ہوں میں زندگی کی آہٹ

کھلنے لگی ہیں کلیاں گل رنگ ہیں فضائیں
یعنی بچھی ہوئی ہے اک صندلی کی آہٹ

سر سبز گھاس پیروں کے نیچے ہے مرے اور
سانسوں میں گھل گئی گلِ شبنمی کی آہٹ

چھائی ہوئی ہے کیسی یہ ہر طرف ہی چپ سی
اِس دل کو کھائے جائے ہے خامشی کی آہٹ

ذوالفقار ہمدم اعوان

تو ہے یا سانسوں کی آہٹ
سنتا ہوں یادوں کی آہٹ

رات کے پچھلے پہر ڈروں میں
کیسی ہے خوابوں کی آہٹ

نیند میں تم نے کروٹ بدلی
دِل نے سنی پھولوں کی آہٹ

گونج رہی ہے چاروں جانب
پھولوں سے قدموں کی آہٹ

مہندی کی خوشبو میں شامل
گورے سے ہاتھوں کی آہٹ

چشمِ نم لے کر آتی ہے
پلکوں پر اشکوں کی آہٹ

میرے شعروں سے ملتی ہے
کاغذ پر لفظوں کی آہٹ

چونک اٹھتے ہیں سن کے پرندے
ریت پہ کچھ سانپوں کی آہٹ

سورج کو بھی میری کر دے
شبنم کے قطروں کی آہٹ

میری سانسوں کی ہے ضمانت
روشن سی کرنوں کی آہٹ

روح کے اندر گونج رہی ہے
خوشبو ہے زلفوں کی آہٹ

ہوش میں آؤ تم بھی ہمدم
بے خود ہے شعروں کی آہٹ

سالکؔ جونپوری

رونق بڑھا رہی ہے
پھولوں کی یہ سجاوٹ

سچ مچ دوا ہے میری
اک ان کی مسکراہٹ

چپکے سے آ گئے ہیں
دل میں بنا وہ آہٹ

اظہار کیا کرے وہ؟
ہو جس کو ہچکچاہٹ

وہ غیر لگ رہے ہیں
لہجے میں ہے بناوٹ

کیا چیز ہوگی خالص؟
ہے خون میں ملاوٹ

بدلے گا حال سالکؔ
جب وقت لے گا کروٹ

سیدہ منور جہاں منورؔ

کچھ ایسی ہے تیری مرے یار آہٹ
کہ محسوس ہوتی ہے ہر بار آہٹ

کبھی شب کی تنہائی میں یہ بھی دیکھا
ہوئی ہمسفر تیری غمخوار آہٹ

ہے آہٹ میں احساس کا کھیل سارا
نہ ہو یہ تو ہوتی ہے بیکار آہٹ

مرے دل پہ ہوتی ہے جب کوئی دستک
تو لگتی ہے تیری اثر دار آہٹ

اثر اس کا دل پر ہے کچھ اتنا گہرا
میں ہر روز سنتی ہوں دو چار آہٹ

یہی خوف اکثر ستاتا ہے مجھ کو
کہیں کر نہ دے تجھ کو بیمار آہٹ

اسے کوئی خطرہ نہ گھیرے منورؔ
جو محسوس کر لے سمجھدار آہٹ

شہناز رضوی

ہر گھڑی ہی رہی روا آہٹ
ایک بے نام سی سدا آہٹ

آج برسوں میں جا کے بھید کھلا
بن گئی جیسے اِک سزا آہٹ

سامنے آج میرے آیا ہے
سب ترا ہی کیا دھرا آہٹ

دے رہی تھی کبھی کبھی مُجھ کو
اِک شبِ غم میں آسرا آہٹ

آس ٹوٹے نہ اُس کے آنے کی
اِس لئے بن گئی دِیا آہٹ

خامشی دل کے تار چھیڑے گی
اور بڑھائے ہے فاصلہ آہٹ

چَونک کر دیکھتی رہی اکثر
تیری سُنتی رہی سدا آہٹ

توڑ دیتی ہے خواب کا عالم
وقت بے وقت برملا آہٹ

کِس نے میرے طرف بڑھایا قدم
خود بتا دیتی ہے پتا آہٹ

ایک منظر پہ ہو گئی ساکِت
بن گئی کس کا آئینہ آہٹ

مُجھ کو شہناز کیوں گماں گزرا
بن گئی تیرا نقشِ پا آہٹ

صوفیہ حامد

جچتی ہے تیرے رخ پہ، دلدار مسکراہٹ
بیکل بنا رہی ہے، بیمار مسکراہٹ

اقبال کا تو شاہیں، ملت کا ہر جواں ہے
ہے وقت کا تقاضا، بیدار مسکراہٹ

اب غم کی دھوپ میں بھی سایہ بنی ہوئی ہے
سرمایہ خلوتوں کا غمخوار مسکراہٹ

یک جان ہو گئے ہیں، سب کرسی کی ہوس میں
لپٹے منافرت میں مکار مسکراہٹ

پل کی خوشی کی خاطر دیکھا یہ صوفیہ نے
بنتی ہے جاں و دل کا، آزار مسکراہٹ

عبدالغنی ماہر

پائی ہے دل نے عشق میں اب ابتدائی چوٹ
جانے وہ رنگ لائے ہے کیا انتہائی چوٹ

اُن کی نظر کے وار سے بسمل ہوا یہ دل
حیراں وہ ہیں کہ جسم پہ آئی نہ کوئی چوٹ

رکھنا قدم زمیں پہ ذرا احتیاط سے
چلنا سنبھل کے رستہ یہ ہم کو سکھائی چوٹ

جاتے ہو گر چمن میں تو پھولوں کو توڑ لو
خاروں کو تم نہ چھیڑو نہ کھائے کلائی چوٹ

جتنی بھی مشکلیں پڑیں، آسان ہو گئیں
کرتی گئی غموں میں مری رہنمائی چوٹ

اپنوں نے زخم جو دیئے خاموش سہ گئے
احساس درد کا ہے، لگی جب پرائی چوٹ

ماہر غزل میں کیسی تری آہ و واہ ہے
تھی چھپ کے جس کے دل میں ابھر کے وہ آئی چوٹ

محمد سلیم صدیقی

مری زندگی سے چلے ہیں وہ جھٹ پٹ
جو یاد آتے ہیں مجھ کو ہر اک کروٹ

یہ برسات ہے یا ہے آنکھوں کی رِم جھم
کہ خلوت میں میری ہے جن سے سجاوٹ

مجھے غم ملے بے بہا سب جہاں کے
رہا زندگی میں نہ خوشیوں کا جھنجھٹ

درِ یار کی سمت جانے لگی ہیں
اُمنگوں نے دِل میں بنایا ہے جھرمٹ

تمہیں سے تو سجنی ہے بزمِ تمنا
مرے دل میں آؤ، اُٹھاؤ یہ گھونگھٹ

وہ چھپ چھپ کے آنا، مجھے پیار کرنا
مجھے یاد آتی ہے قدموں کی آہٹ

جو صدیقی دِل میں ہے سوزش غموں کی
اُنہیں کی عنایت سے ہے جگمگاہٹ

محمد سلیم صدیقی

رکھتے ہیں مرے دیس میں غم خوار بناوٹ
کرتے ہیں محبت کو بھی دل دار بناوٹ

سرحد پہ محبت کا انوکھا ہے تماشا
اِس پار بناوٹ ہے کہ اُس پار بناوٹ

کچھ کام دکھاوے سے کیے ہیں تو بنے ہیں
دیکھی ہے بناوٹ سے یہ شہکار بناوٹ

سوتا ہوں تو کھلتی ہے زمانے کی حقیقت
کیوں خواب میں لگتا ہے یہ سنسار بناوٹ

میں ڈھونڈ تھکا مجھ کو ملے یار نہ مخلص
مت پوچھ محبت میں مرے یار بناوٹ

ڈوبی ہوئی لگتی ہے کنارے سے بھی لگ کر
کشتی کو سکھاتی ہے یہ منجدھار بناوٹ

میں ہوش میں آیا تو یہ سب لٹ ہی چکا تھا
اپنوں نے دیئے دھوکے، تھے کردار بناوٹ

صدیقی ذرا دیکھ تو دھوکے میں جو آیا
سب تھے تو محبت کے وہ آثار بناوٹ

فرح ناز

غنچوں کے بدلے ہم نے خاروں پہ لے لی کروٹ
خاروں نے بھی ہماری آخر ہے جھیلی کروٹ

کچھ یاد تو نہیں ہے لیکن تھی سب سے پیاری
آغوش میں جو ماں کے بدلی تھی پہلی کروٹ

کل تک تھے جانی دشمن وہ جان بن گئے ہیں
حالات نے اچانک کیسی ہے بدلی کروٹ

اپنے مفاد کی اب اک جنگ سی چھڑی ہے
یہ اونٹ دیکھیں لیتا ہے کیسی اگلی کروٹ

اک شب گزارنی تھی اس چاند کے سہارے
دیکھا ہمیں تو لے لی ہے اک روپہلی کروٹ

خورشید نے جو دیکھیں اٹھتی ہوئی گھٹائیں
تو مسکرا کے اس نے بدلی سنہری کروٹ

بزمِ سخن میں آئے ایسے بھی کم سخن تھے
پہلو بدل رہے تھے لیتے تھے شعری کروٹ

نوید ظفر کیانی

دِلوں کو چیرے ہوئے ہے تری زبان کی کاٹ
بجھی بجھی سی کسی زہر میں بیان کی کاٹ

جگہ جگہ سے دریدہ ہے خاک کی چادر
زمیں کے حصے میں لکھی ہے آسمان کی کاٹ

میں سرخرو نہ ہوا زندگی میں اِس پر بھی
سہارتا رہا ہر طور امتحان کی کاٹ

نہ سونے دے گی شبِ ہجر کی کٹیلی خلش
نہ جینے دے گی کسی یادِ مہربان کی کاٹ

تو بے وفا ہے نہ میں ہوں گریز پا، پھر بھی
ازل سے چبھتی رہی کوئی درمیان کی کاٹ

میں بھاگوان تھا کیسا کہ ساتھ رہی
کبھی یقین کی چھلین، کبھی گمان کی کاٹ

ہماری ذات کا قصہ بیاں نہ ہونے دے
لہو میں گھولی گئی ایک داستان کی کاٹ

ہمارے حوصلے دیوار و در کو مانے کہاں
ہمارے رستے میں تھی کتنے دیدبان کی کاٹ

ظفؔر یہ بات نصابِ سفر میں لکھی نہ تھی
نو واردوں پہ بھی پھرنی ہے لامکان کی کاٹ

ہاشم علی خان ہمدمؔ

جیسا بھی کٹ رہا ہے محبت میں وقت کاٹ
گر ہو سکے تو دل کی عبادت میں وقت کاٹ

پھولوں کو دیکھ، رنگ سے خوشبو کشید کر
جنگل ہرا بھرا ہے تو فطرت میں وقت کاٹ

دوزخ بنی ہوئی ہے مرے شہر کی فضا
اے دل! خیال و خواب کی جنت میں وقت کاٹ

میں نے سنا ہے دشت بھی آباد ہو چکا
صحرا سے دور شہر کی وحشت میں وقت کاٹ

خواب و خیال چھوڑ، کوئی فائدہ نہیں
کچھ دیر میرے ساتھ حقیقت میں وقت کاٹ

دل کا علاج دل کے مسیحا کے پاس ہے
دھڑکن شریک شخص کی قربت میں وقت کاٹ

تجھ کو پتہ چلے کہ یہ بے گانگی نہیں
کچھ دیر اپنے آپ سے ہجرت میں وقت کاٹ

یہ دل مرا نہیں ہے، ترا ہی مقام ہے
آ جا! مرے وجود کی خلوت میں وقت کاٹ

تھوڑا سا وقت اپنے لیے بھی بچا کے رکھ
تھوڑا سا دوستوں کی رفاقت میں وقت کاٹ

سب کو ہے اس جہان میں اپنی پڑی ہوئی
جا! تو بھی جا کے اپنی ضرورت میں وقت کاٹ

خود کو کسی شجر کے لبادے میں شاد رکھ
مٹی پہ سبز رنگ کی خلعت میں وقت کاٹ

سورج بھی ڈھل رہا ہے ترے قد کے ساتھ ساتھ
چھتری کو چھوڑ! سائے کی صحبت میں وقت کاٹ

میں نے کہا بھی تھا کہ یہ پنگا عذاب ہے
اب بیٹھ دردِ عشق کی شدت میں وقت کاٹ

تجھ سے سنبھل سکے نہ محبت کے چار دن
اب تا حیات ہجر کی عدت میں وقت کاٹ

تجھ پر نمازِ عشق محبت میں فرض ہے
تو پانچ وقت رب کی اطاعت میں وقت کاٹ

تجھ پر وصال رات اترنے میں دیر ہے
ماہِ شبِ فراق! ریاضت میں وقت کاٹ

تیری نمود و بود مرے دشت دل میں ہے
بنجر زمیں سنبھال! زراعت میں وقت کاٹ

گزرا ہوا خیال ہے، واپس نہ آئے گا
یہ وقت کی صدا ہے کہ فرصت میں وقت کاٹ

ہمدمؔ حدودِ حرف سے باہر نہ جا ابھی
اُس در پہ دل لگا کے اسی چھت میں وقت کاٹ

ہاشم علی خان ہمدمؔ

نکلا اسفر کی دھول سے، دیوار سے پلٹ
اے روشنی! نگاہ کی رفتار سے پلٹ

پہلے تو دائرے کے مماثل خطوط کھینچ
پھر نقش کھینچتی ہوئی پرکار سے پلٹ

ایسا نہ ہو کہ دھڑکنیں صحرا کو چیر دیں
اے دل جنون عشق کے معیار سے پلٹ

پھر ماند پڑ رہا ہے تری چائے کا سرور
کچھ دیر اپنے شہر کے اخبار سے پلٹ

کہنے کو حق نہیں ہے مگر دل کی بات سن
اِک بار اپنے آخری انکار سے پلٹ

پھر تجھ سے اپنی جان کو وارا نہ جائے گا
یہ عشق وشق چھوڑ، در یار سے پلٹ

اے دل پلٹ کے دیکھ کمیں گاہ کی طرف
پیش نظر نہیں ہے عدو، وار سے پلٹ

تھوڑا کہا، بہت ہے، مری زندگی سمجھ
تجھ سے سہا نہ جائے گا آزار سے پلٹ

سب کچھ فریب چشم تماشا کا عکس ہے
آئنہء جمال کے زنگار سے پلٹ

یہ سلسلہ رہا تو سفینہ ڈبونے گا
موج رواں کے ٹوٹتے پندار سے پلٹ

تازہ خیال، تازہ زمیں سے کشید کر
ہمدمؔ پرانے دور کے اشعار سے پلٹ

ہاشم علی خان ہمدمؔ

خوش رنگ اجالوں سے نمودارِ سحر بانٹ
آنکھوں کا تقاضا ہے محبت کی نظر بانٹ

احساس ترستا ہے کسی نرم صدا کو
موسم کی سماعت میں کوئی تازہ خبر بانٹ

سب لوگ ترا حسنِ نظر دیکھ رہے ہیں
تو دیکھنے والوں میں کوئی خواب نگر بانٹ

سورج سے ملا آنکھ، اجالوں کی خبر دے
دیکھے ہوئے خوابوں کی حقیقت کا اثر بانٹ

پنجرے سے رہائی بھی ضروری ہے مگر سن
صیاد نے چھینے ہیں پرندوں سے جو پر بانٹ

گر تیری اجازت ہے تو میں کوچ کروں گا
بیٹھا ہوں ترے در پہ مرا زادِ سفر بانٹ

آسیب کوئی، تازہ ہوا چھین رہا ہے
فولاد کے جنگل میں ہرے سبز شجر کاٹ

صدقہ تری آنکھوں سے اتارا نہیں جاتا
آیا ہوں ترے شہر مری جان! شکر بانٹ

دنیا کے مسائل میں تو مصروف بہت ہے
اپنوں کی محبت میں بھی دو چار پہر بانٹ

تقسیم ہوا پیار کبھی کم نہیں ہوتا
واجب ہے محبت میں یہ مخلوط کسر بانٹ

رستہ کوئی نکلے گا مرے دل کی طرف بھی
اس موڑ پہ لازم ہے کہ تو راہ گزر بانٹ

تجھ سے تو کوئی اور تقاضہ نہیں ممکن
اے شعلہ نفس، آگ جلا اور شرر بانٹ

یہ رزقِ سخن تیری ریاضت کا ثمر ہے
ہمدمؔ یہ ترا فرض ہے تو حرف گہر بانٹ

ہر ماہ نئے رنگ
موجِ غزل
پہلا ہفتہ: طرحی مشاعرہ رنگ
دوسرا ہفتہ: منفرد ردیف رنگ
تیسرا ہفتہ: منفرد قوافی رنگ
چوتھا ہفتہ: پابند ردیف رنگ
موجِ غزل
ان شاءاللہ